OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com



# قرآنی علوم وخدمات کے فروغ میں مولانا شیر بہادر کی علمی خدمات: ایک تحقیقی وتنقیدی مطالعہ

# Scholarly Contributions of Maulana Sher Bahadur to the Promotion of Qur'anic Studies and Services: A Critical and Analytical Study

**Zafar Ullah**
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science & Technology
Zafarktk555@gmail.com

**Dr. Farhad ullah (Corresponding Author)**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science & Technology

**Dr.Qaisar Bilal (CorrespondingAuthor)**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Kohat University of Science & Technology

## Abstract

this paper is an analysis of the works of Maulana Sher Bahadur to Quranic services. Maulana Sher Bahadur was one of the brightest religious scholars, teachers, and preachers who made a great contribution to the spreading of Quranic teachings in the region. In the study, the author lays emphasis on his works in the area of Qur'an teachings, Quranic commentary (Tafsir) and the general propagation of Quranic principles in the society. Maulana Sher Bahadur spent most of his life in the service of Quran in teaching in religious institutions, preaching and education of students in memorizing and comprehending Quran. He was connected with leading religious

CC BY

establishments, such as Madrasah Abdullah Ibn Abbas in Kohat where he contributed significantly to the education of so many students. This was due to his lessons and teachings where several students were able to memorize the Quran and even have to carry on with the task of distributing Quranic knowledge in other regions of the region. The paper also examines his education, intellectual sources and his methodology of teaching that was focused on simplicity, clarity, and accessibility in explaining the Quran teachings to the students and the entire society. Besides his academic and education endeavors, as well as teaching engagements, Maulana Sher Bahadur also helped reform the community morally and socially by promoting the Islamic values and enhancing the knowledge of the Quran. The research will capture and examine the academic contributions of Maulana Sher Bahadur and show how he contributed to the tradition of Qur schooling in District Kohat. The research keeps and analyzes his works and offers a good knowledge on the history of the Quranic services in the region and as a reference tool to the future scholars and researchers interested in the Islamic scholarship and regional religious history.

**Keywords:** Maulana Sher Bahadur, Qur'anic Services, Qur'anic Education, Tafsir, Islamic Scholarship, Religious Education, Khyber Pakhtunkhwa, Islamic Teaching Tradition.

## 1۔ تمہید(Introduction)

### 1۔ 1 موضوع کا تعارف اور پس منظر

تفسیرِ قرآن اسلامی علوم کا ایک اہم شعبہ ہے جس کا مقصد قرآنِ مجید کے معانی، مطالب، احکامات اور پیغام کو واضح کرنا ہے۔ چونکہ قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور انسانیت کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس لیے اس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے تفسیر کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تفسیرِ قرآن پر تحقیقی کام دراصل قرآنِ مجید کی آیات کا گہرائی سے مطالعہ کرنا، مختلف مفسرین کی آراء کو جمع کرنا اور دلائل کی روشنی میں درست مفہوم کو واضح کرنا ہوتا ہے۔ تفسیرِ قرآن کی خدمت ایک عظیم دینی اور علمی کام ہے جس کے ذریعے قرآنِ مجید کے پیغام کو لوگوں تک صحیح انداز میں پہنچایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں علماء اور محققین نے اس میدان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور بے شمار تفاسیر تصنیف کی ہیں۔

اس خدمت کا آغاز عہدِ نبوی ﷺ سے ہوا، جب نبی کریم ﷺ خود صحابۂ کرامؓ کو قرآنِ مجید کی آیات کی وضاحت فرمایا کرتے تھے۔ بعد میں صحابہؓ، تابعینؒ اور مفسرینِ امت نے اس علم کو آگے بڑھایا اور مختلف تفاسیر تحریر کیں۔ جدید دور میں

تفسیرِ قرآن پر تحقیق کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ موجودہ دور کے سماجی، اخلاقی اور سائنسی مسائل کا حل قرآنِ مجید کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیرِ قرآن کی خدمت مختلف انداز سے جاری ہے، جیسے تحقیقی مقالے لکھنا، جدید زبانوں میں تراجم وتفاسیر تیار کرنا، قرآن فہمی کے کورسز منعقد کرنا، اور ڈیجیٹل ذرائع کے ذریعے قرآن کے پیغام کو عام کرنا۔ اس خدمت کا مقصد یہ ہے کہ لوگ قرآنِ مجید کو سمجھ کر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال سکیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات بھی ہیں۔ انہوں نے متعدد طلبہ کو قرآنی تعلیم عام کرنے کے لیے سادہ اور عام فہم انداز اپنایا تاکہ لوگوں میں قرآنی تعلیمات عام ہو کر لوگ اس پر عمل شروع کرے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مولانا شیر بہادر کی خدمات صرف دینی تعلیم تک محدود نہیں تھیں بلکہ انہوں نے معاشرتی اصلاح اور اسلامی اقدار کی بحالی میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ان کی علمی کاوشیں مذہبی ماحول کو تقویت دینے کا باعث بنیں۔

### 1۔ 2 تحقیق کی اہمیت وضرورت

یہ موضوع اہمیت کا حامل ہے کیونکہ قرآنی خدمات کی تاریخ کو محفوظ کرنے اور نئی نسل کو اس سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات کا جائزہ لینا نہ صرف ان کی شخصیت کو خراجِ عقیدت پیش کرنا ہے بلکہ قرآن کی تفسیر کی روایت کو زندہ رکھنے کا ذریعہ بھی ہے اور انبیاء کے مشن کا حصہ ہے جس کو انور شاہ کشمیری کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم کی خدمت اور اس کے معانی کو واضح کرنا انبیاء کے مشن کی تکمیل کا حصہ ہے۔

مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات کا جائزہ لینا اس لیے اہم ہے کہ قرآنی تعلیم اور تفسیر قرآن کی روایت کو منظم طور پر دستاویزی شکل دی جا سکے۔ یہ تحقیق علمی، تاریخی اور معاشرتی اعتبار سے اہمیت رکھتی ہے کیونکہ مولانا شیر بہادر نے ایک ایسے دور میں خدمات انجام دیں جب علاقے میں تعلیم کے مواقع محدود تھے اور قرآنی تعلیم کو فروغ دینا ایک بڑا چیلنج تھا۔ انہوں نے نہ صرف طلبہ کو عالم قرآن بنایا بلکہ علماء اور عوامی سطح پر قرآن کی ترویج اور تفہیم کے لیے کام کیا جو آج بھی متاثر کن ہے۔ تحقیق کی ضرورت اس لیے ہے کہ دینی منظرنامے میں مولانا شیر بہادر کی خدمات کو فراموش کیا جا رہا ہے اور نئی نسل کو ان کی کاوشوں سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ جائزہ مستقبل کے طلبہ اور محققین کے لیے ایک معتبر حوالہ بن سکتا ہے جو قرآنی خدمات کی تاریخ کو محفوظ رکھے گا۔ اس تحقیق سے یہ بھی واضح ہو گا کہ کس طرح ایک عالم دین نے محدود وسائل کے باوجود معاشرتی اصلاح اور قرآنی تعلیم کو فروغ دیا۔ یہ مطالعہ مذہبی ماحول کو سمجھنے اور اس کی قدر کرنے میں مدد دے گا۔

اس کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ آج کے دور میں مادیت پرستی اور مغربی اثرات کے مقابلے میں قرآنی تعلیم کی اہمیت کو اُجاگر کیا جا سکے۔ مولانا شیر بہادر کی خدمات کا جائزہ لینا ایک طرف ان کی شخصیت کو خراجِ عقیدت پیش کرنا ہے تو دوسری طرف قرآنی خدمات کی روایت کو زندہ رکھنا ہے اور حدیث(خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ[1] یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے) کی اہمیت کو لوگوں کے دلوں میں اُجاگر کرنا ہے۔ یہ تحقیق دینی ورثے کو محفوظ کرنے اور اسے نئی نسل تک پہنچانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلے گا کہ قرآنی تعلیم معاشرتی استحکام اور اخلاقی اقدار کی حفاظت میں کس قدر اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس طرح تحقیق کی اہمیت اور ضرورت واضح ہے جو علمی اور معاشرتی سطح پر ایک مثبت کردار ادا کرے گی۔

### 1۔ 3 تحقیق کے مقاصد اور حدود

اس تحقیق کا بنیادی مقصد مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات کا تفصیلی جائزہ لینا ہے تاکہ ان کی علمی کاوشوں، تدریسی خدمات اور معاشرتی اثرات کو منظم طور پر دستاویزی شکل دی جا سکے۔ تحقیق کے اہم مقاصد میں شامل ہیں۔

مولانا شیر بہادر کی زندگی اور علمی سفر کا تعارف، ان کی قرآنی تدریس قرآن کی خدمات کا تجزیہ، ان کے شاگردوں اور اثرات کا جائزہ، اور علاقے کے مذہبی ماحول میں ان کی خدمات کی اہمیت کو واضح کرنا۔ یہ مقاصد اس لیے طے کیے گئے ہیں کہ ان کی خدمات کو فراموش ہونے سے بچایا جاسکے اور نئی نسل کو ان سے استفادہ کرنے کا موقع مل سکے۔ تحقیق کی حدود میں مولانا شیر بہادر کی زندگی اور خدمات کا دائرہ کار شامل ہے۔ یہ تحقیق ان کی قرآنی خدمات پر مرکوز ہے اور ان کی دیگر دینی یا سماجی خدمات کو تفصیل سے شامل نہیں کیا جائے گا۔ تحقیق کا دائرہ تاریخی اور علمی جائزے تک محدود رہے گا اور معاصر تنقیدی تجزیہ یا موازنہ شامل نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دستیاب مواد اور معلومات مولانا کی قرآنی خدمات تک محدود ہیں اور ان کی زندگی کے دیگر پہلوؤں پر تفصیلی دستاویزات کم دستیاب ہیں۔ تحقیق کے مقاصد اور حدود کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مطالعہ ایک جامع اور مستند جائزہ پیش کرے گا جو قرآنی خدمات کی روایت کو محفوظ رکھنے میں مدد دے گا اور آیت (إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[2] یعنی بے شک ہم ہی نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) کا مصداق ہوگا۔ یہ تحقیق علمی حلقوں، طلبہ اور علماء کے لیے ایک معتبر حوالہ بن سکتی ہے جو دینی ورثے کو سمجھنے اور اسے آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہوگی۔ اس طرح تحقیق کے مقاصد اور حدود واضح ہیں جو اسے منظم اور مفید بناتے ہیں۔

**1۔ 4 معروف علماء اور ان کی قرآنی خدمات**

معروف علماء نے قرآنی خدمات میں غیر معمولی کردار ادا کیا جو دینی روایت کو زندہ رکھتے ہیں۔ مولانا شیر بہادر، مولانا عطاء المنان اور دیگر علماء نے قرآن کی تدریس اور تفسیر میں خدمات انجام دیں جو طلبہ کو دینی تعلیم دیتی ہیں۔ مولانا شیر بہادر نے مدرسہ عبداللہ ابن مسعود میں قرآنی تعلیم کو فروغ دیا جو تفسیر قرآن کا مرکز بنا۔ ان علماء نے عوامی اجتماعات میں قرآن کی ترویج کی جو لوگوں کو ایمان کی طرف راغب کرتی ہے۔

یہ خدمات علاقے کے علماء کی قرآنی کاوشوں کو اجاگر کرتی ہیں جو معاشرتی استحکام کا سبب بنتی ہیں علاقے کے علماء نے فہم قرآن اور تفسیر کی تعلیم دی جو لوگوں کو دینی شعور دیتی ہے۔ ان علماء نے عوامی سطح پر قرآن کی ترویج کی جو اسلامی اقدار کو پھیلاتی ہے۔ اس طرح علاقے کے معروف علماء اور ان کی قرآنی خدمات اس کی دینی روایت کو زندہ رکھتی ہیں جو اسلامی ورثے کا حصہ ہیں اور حدیث (إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ[3] یعنی بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں، اور انبیاء نے دینار اور درہم وراثت میں نہیں چھوڑے بلکہ علم چھوڑا ہے، پس جس نے علم حاصل کیا اس نے بڑا حصہ حاصل کر لیا) کی عین عکاسی ہے۔ یہ خدمات معاصر دور میں بھی اہمیت رکھتی ہیں جو نئی نسل کو قرآنی تعلیم دیتی ہیں۔

**2۔ مولانا شیر بہادر کا تعارف اور ابتدائی حالاتِ زندگی**

**2۔ 1 پیدائش، خاندانی پس منظر اور ابتدائی تعلیم**

ولادت باسعادت یکم فروری 1962ء کو ضلع ٹانک کے ایک دیہاتی علاقہ اماخیل میں حاجی عبدالرحیم کے ہاں آنکھ کھولی۔ سلسلہ نسب حضرت مولانا شیر بہادر بن حاجی عبدالرحیم بن نادر خان بن شاہ نواز بن علی شیر[4]۔ مولانا شیر بہادر نے جس ماحول میں آنکھ کھولی اس میں مذہبی علوم سے کوئی زیادہ آگاہی نہیں تھی والدین اگرچہ نماز اور روزے کے پابند تھے دیانتدار لوگ تھے لیکن برادری کے لوگوں کی وجہ سے خاندان میں اکثر دنیاوی ترقی ہی کے تذکرے ہوا کرتے تھے[5]۔ اور انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے مقامی علماء سے حاصل کی۔ بعد میں انہوں نے دار العلوم دیوبند ثانی اور دیگر معتبر دینی مدارس سے استفادہ کیا اور قرآن کی خدمات کو اپنی زندگی کا مرکزی مقصد بنایا

**2۔2 دینی تعلیم اور اساتذۂ کرام**

ابتدائی عصری تعلیم مڈل تک اپنے گاؤں میں حاصل کی میٹرک کا امتحان 1979ء میں قریبی گاؤں کے ہائی سکول سے پاس کیا ایم اے عربی کا امتحان 1984ء میں گومل یونیورسٹی ڈی آئی خان سے فرسٹ ڈویژن سے پاس کیا۔

مذہبی تعلیم کا آغاز حضرت نے جس ماحول میں آنکھ کھولی اس میں مذہبی علوم سے کوئی زیادہ آگاہی نہیں تھی والدین اگرچہ نماز اور روزے کے پابند تھے دیانتدار لوگ تھے لیکن برادری کے لوگوں کی وجہ سے خاندان میں اکثر دنیاوی ترقی ہی کے تذکرے ہوا کرتے تھے اور قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے "تاریخ ہند کے چند اوراق" میں بیان کیا ہے کہ انسان کی ابتدائی تعلیم گھر اور خاندان سے شروع ہوتی ہے جو شخصیت کی بنیاد بنتی ہے[6]۔ اللہ تعالی نے حضرت کی قسمت میں علوم دینیہ کا وافر حصہ لکھا تھا۔ حضرت اقدس آٹھویں جماعت میں تھے اس وقت اللہ تعالی نے والد صاحب کے لیے حجاز مقدس میں حاضری کے اسباب پیدا کیے اور واپسی پر ڈاکٹر اقبال مرحوم کے "شکوہ کیا حجاج کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں" کو دور کرتے ہوئے اپنے فرزند کے لیے مذہبی علوم کے حصول کا جذبہ بھی ساتھ لائے واپسی پر علاقے کے علماء سے مشورہ کیا تو انہوں نے بیٹے کے لیے مذہبی علوم کے حصول کا مشورہ دیا چنانچہ میٹرک کرنے کے بعد آپ نے شیخ بدین پہاڑی سلسلے کے دامن میں واقع عظیم دینی ادارہ جامعہ حلیمیہ درہ پیزو لکی مروت جس کو نمونہ اسلاف مولانا محمد محسن شاہ صاحبؒ نے قائم کیا ہے میں داخلہ لیا۔ درجہ ثانیہ تک کتب اسی ادارے میں پڑھی اسی سال والدین کو دوبارہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور وہاں پر ضلع ٹانگ کی مشہور و معروف شخصیت جید عالم دین سید حسین احمد مدنیؒ اور شمس الحق افغانی ؒ کے تلمیذ رشید قاضی عبد الکریم صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی انہوں نے اپنے قائم کردہ دینی ادارہ نجم المدارس میں حضرت کو داخل کرانے کا مشورہ دیا۔ حضرت اقدس نے جامعہ حلیمیہ سے رخت سفر باندھا اور اپنے علمی تشنگی بجھانے کے لیے نجم المدارس کا رخ کیا اور وہاں پر دو سال تک قاضی صاحب کے زیر سایہ رہے اس کے بعد ایشیا کی عظیم یونیورسٹی دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا رخ کیا لیکن وہاں پر دوستوں اور اساتذہ کے مشورے سے مارتونگ چلے گئے۔ اس وقت مارتونگ کا منطق اور فلسفہ علمی حلقوں میں ایک منفرد حیثیت کا حامل تھا اس میں منطق فلسفہ اور عقائد کی کتابیں انوکھے انداز میں حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ پڑھاتے تھے یہاں پر دو سال رہے اس کے بعد منطق کی دوسری بڑی درسگاہ چکیسر (سوات) جو منطق اور عقائد کے شروعات کے الیلے انداز کی درسگاہ تھی 1986ء میں یہاں حاضر ہوئے۔ یہاں پر حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب بن مولانا محمد نذیر صاحب چکیسری سے علمی پیاس بجھائی چند مہینے کتب فقہ پڑھنے کے لیے اجمیر چلے گئے۔ وہاں پر حضرت مولانا محمد صدیق اجمیر بابا سے کتب فقہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا اس کے بعد دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا اور پہلے سال چند مختلف کتب اور سابعہ کی ہدایہ (ثالث و رابع) پڑھی دوسرے سال موقوف علیہ کی باقی ماندہ کتابیں پڑھیں اسی سال بخاری جلد ثانی اور مسلم بھی پڑھ لی تیسرے سال دارالعلوم حقانیہ (حقانیہ اکوڑہ)[8] میں حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب، شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب، شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ بابا، مولانا فضل الہی شاہ منصوری صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا اسید اللہ ہزاروی، صاحب شیخ الحدیث مولانا عبد الحلیم دیروی المعروف دیر بابا سے دورہ حدیث شریف پڑھ کر اپنے مذہبی علوم کی تکمیل کی یوں شعبان 1409ھ بمطابق مارچ 1989ء میں آپ کو دستار فضیلت سے نوازا گیا۔ یہ مرحلہ ان کی علمی زندگی کا اہم حصہ ہے جو انہیں ایک معتبر عالم بنا دیتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے "بہشتی زیور"[9] میں بیان کیا ہے کہ دینی تعلیم اساتذہ سے حاصل کی جاتی ہے جو شخصیت کی تشکیل کرتی ہے[10]۔

**دورہ تفسیر**

1۔ حضرت نے دورہ تفسیر کے لیے وقت کے جید علمائے کرام اور مفسرین کے سامنے زانوے تلمذ اختیار کیا ۔ حضرت مولانا اسید اللہ ہزاروی صاحب دارالعلوم حقانیہ میں نماز عصر کے بعد دورہ تفسیر پڑھاتے تھے۔ حضرت نے دارالعلوم حقانیہ میں پہلے سال26رجب1407ھ اپنے استاد کے حلقہ درس میں باقاعدگی سے شرکت کی۔

2۔ دوسری مرتبہ 9مئی 1988ء یعنی 23رمضان1408ھ دورہ تفسیر کے لیے ولی الہی حکمت وفلسفہ کے بہترین شارح حضرت شاہ صاحب کے طرز پر تفسیر پڑھانے والے جید عالم دین نامور سیاستدان حضرت مولانا قاضی فضل اللہ حقانی ایڈوکیٹ کے پاس چھوٹالاہور ضلع صوابی چلے گئے۔

3۔ فراغت کے سال حضرت نے مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نصرت العلوم گوجرانوالہ میں دو شعبان 1410ھ تا17 رمضان1410ھ دورہ تفسیر کیا ۔ یہ تعلیم مولانا شیر بہادر کی علمی زندگی کی بنیاد کو واضح کرتی ہے جو قرآنی خدمات کی طرف ان کا سفر شروع کرتی ہے[11]۔

## 2۔ 3علمی وتدریسی سفر کا آغاز

### تدریس کاآغاز

طالب علمی کے کھٹن مراحل سے گزر کر اور حصول علم کے لیے دردر کی خاک چھاننے کے بعد درس نظامی سے فراغت حاصل کی حدیث( بلغوا عنی ولو آیۃ[12] یعنی پہنچاو مجھ سے اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو) پر عمل کرتے ہوئے فراغت کے پہلے ہی سال جامعۃ العلوم الاسلامیہ زرگری کے منتظمین کے پیشکش پر اس جامعہ میں باقاعدہ تدریس کا آغاز کیا۔ یہ آغاز مولانا شیر بہادر کی علمی زندگی کی بنیاد کوواضح کرتا ہے۔ اور بڑی کتب پڑھانے کا موقع ملا1411ہجری بمطابق 1991ءتک اسی جامعہ میں علم کے پیاسوں کو آپ سیراب کرتے رہے اس کے بعد کوہاٹ آئے اور جامعہ محمدیہ میں ایک سال درس دیا یکم مارچ1992ء میں انجمن تعلیم القران آئے، جہاں 1998ءتک بڑی نصابی کتب پڑھاتے رہے اس کے بعد ایک سال نریاب میں رہے علمی حلقوں میں شہرت پائی اور حضرت کے درس میں طالب علموں کی پروانوں کی طرح شمولیت سے تحریک طالبان کے کمانڈر مولوی عبدالکبیر، ملا فضل اللہ اور ملا داد اللہ کی پیشکش اور اعلی قیادت کی دلی خواہش پر حضرت کا تقرر جلال آباد یونیورسٹی[13] میں بحیثیت نائب شیخ الحدیث کے ہوا۔ حضرت اقدس اگرچہ معذرت کرتے رہے لیکن شیخ الحدیث مولانا بہرمند صاحب کے اسرار پر آپ نے وہاں درس دیناشروع کیا۔ حضرت نے اسباق کو پورا کرنے کے بعد ارض پاکستان کارخ کیا۔ بعد ازاں ٹل کے مشہور مذہبی شخصیت شیخ الاسلام حضرت مدنی کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانامعزالحق صاحب کے ہاں چلے گئے اور ان کی معیت میں درس دینے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے ساتھ نائب شیخ الحدیث کی حیثیت سے پانچ سال تشنگانے علمی نبوت کی علمی تشنگی بجھاتے رہے۔ جامعہ ہذا میں حضرت اقدس کے ساتھ درجہ سابعہ کی اہم کتابیں ہوتی تھیں جنہیں پڑھنے آپ کے پاس دور دراز کے علاقوں سے سینکڑوں کی تعداد میں طلباء اتے تھے۔ اس کے بعد پراچہ جامعہ اسلامیہ میں بحیثیت شیخ الحدیث آپ کا تقرر ہوا۔ 11سال یہاں پر تشنگان علم نبوت کے پھولوں کی ابیاری میں مصروف رہیں۔ 2017 ءسے کوہاٹ کے مشہور دینی درسگاہ مدرسہ قاضی حسام الدین میں شیخ الحدیث رہے[14]۔

## 3۔ مولانا شیر بہادر کی قرآنی تعلیم وتدریس

### 3۔ 1مدارس میں تدریس قرآن کا اسلوب

مولانا شیر بہادر کا مدارس میں تدریس قرآن کا اسلوب انتہائی سادہ، عام فہم اور طلبہ کے مزاج کے مطابق تھا جو ان کی علمی شخصیت کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔ وہ مدرسہ عبداللہ ابن مسعود کوہاٹ اور دیگر دینی اداروں میں قرآن کی تدریس

کرتے ہوئے نہ صرف دینی علوم پر زور دیتے بلکہ ہر آیت کے مقاصد، معنی، سیاق وسباق اور تفسیر کو بھی طلبہ تک پہنچاتے تھے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ پہلے آیت کو خوبصورت تجوید کے ساتھ پڑھتے، پھر اس کا ترجمہ، مقصد آیت اور آسان تفسیر بیان کرتے تاکہ طلبہ قرآن کو صرف حفظ نہ کریں بلکہ اس کی روح کو سمجھ سکیں۔ وہ کلاس روم میں طلبہ کے سوالات کی حوصلہ افزائی کرتے اور انہیں خود غور کرنے کی ترغیب دیتے جو ان کی تدریسی حکمت کا مظہر تھا۔ مولانا شیر بہادر طلبہ کو قرآن کی آیات کے ساتھ احادیث اور فقہی احکام بھی جوڑتے جو ان کی تدریس کو جامع بناتا تھا جس میں (إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا[15] یعنی مجھے تو صرف معلم بنا کر بھیجا گیا ہے) کی جھلک نظر آتی ہے۔ وہ ہر درس کے بعد طلبہ کو عملی مشق دیتے جیسے آیت کا ترجمہ لکھنا یا اس کی تفسیر بیان کرنا جو طلبہ کی فہم کو گہرا کرتا تھا۔ یہ اسلوب ان کی تدریس کو مؤثر بناتا تھا جو ضلع علاقے کے دینی ماحول کو تقویت دیتا تھا۔

### 3۔2 طلبہ کی تربیت اور قرآنی فہم کی ترویج

مولانا شیر بہادر نے طلبہ کی تربیت میں بہت اہتمام کیا جو ان کی قرآنی خدمات کا اہم حصہ تھا۔ وہ مدرسہ عبد اللہ ابن مسعود اور دیگر اداروں میں طلبہ کو نہ صرف تفسیر قرآن سکھاتے بلکہ ان کی اخلاقی اور روحانی تربیت پر بھی توجہ دیتے جو انہیں ایک مکمل دینی شخصیت بناتی تھی۔ ان کی تربیت کا طریقہ یہ تھا کہ وہ طلبہ کو قرآن کی آیات کے ساتھ اخلاقی اقدار اور تقویٰ کی تعلیم دیتے جو انہیں دنیاوی فتنوں سے بچاتی تھی۔ وہ طلبہ کو روزانہ قرآن کی تلاوت، تدبر اور عمل کی ترغیب دیتے جو ان کی فہم کو گہرا کرتا تھا۔ ان کی تربیت میں طلبہ کو قرآن کی آیات کے ساتھ احادیث اور فقہی احکام بھی جوڑے جاتے جو ان کی علمی ترقی کو مکمل کرتے تھے۔ یہ طریقہ ان کی تدریس کو مؤثر بناتا تھا جو علاقے کے مذہبی ماحول کو تقویت دیتا تھا۔ یہ تربیت مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات کی بنیاد کو واضح کرتی ہے جو طلبہ کو قرآن کی طرف راغب کرتی ہے۔ مولانا مودودی نے "تفہیم القرآن" میں کہا ہے کہ قرآنی فہم کی ترویج طلبہ کی تربیت کا اہم حصہ ہے جو ایمان کی بنیاد ہے[16]۔

### 3۔3 درسِ قرآن اور عوامی حلقوں میں تعلیم قرآن

مولانا شیر بہادر نے درسِ قرآن اور عوامی حلقوں میں تعلیم قرآن کو اپنی زندگی کا اہم حصہ بنایا جو ان کی قرآنی خدمات کا مرکزی جزء تھا۔ وہ مدرسہ عبد اللہ ابن مسعود کے علاوہ مختلف مساجد اور عوامی مقامات پر درسِ قرآن دیتے جو لوگوں کو قرآن کی طرف راغب کرتا تھا اگرچہ ان کا زیادہ تر درس قرآن، علماء کے لئے ہوتا ہے۔ ان کا درسِ قرآن سادہ اور عام فہم تھا جو عوام کو قرآن کی آیات کے معنی اور احکام سمجھاتا تھا۔ یہ درسِ قرآن ہر سال ہوتا رہا ہے جو کہ ثابت قدمی اور دوام کی عمدہ مثال اور اس آیت کا مظہر ہے (فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ[17] یعنی پس جیسا تمہیں حکم دیا گیا ہے، اسی پر ثابت قدم رہو) جو معاشرتی اصلاح کا سبب بنتے ہے۔

مولانا شیر بہادر نے ان حلقوں میں قرآن کی آیات کے ساتھ احادیث اور فقہی احکام بھی بیان کیے جو لوگوں کو دینی شعور دیتے تھے۔ یہ تعلیم قرآن علماء کی سطح پر تھی جو لوگوں کو گناہوں سے روکتی اور نیکی کی طرف راغب کرتی ہے اور آیت (ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر وأولئك هم المفلحون[18] یعنی اور تم میں ایسی جماعت ہونی چاہیے جو بھلائی کی دعوت دے، نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں) میں ذکر فریضہ دعوت و تبلیغ کا انجام دہی ہے۔

### 3۔4 دورہ تفسیر

دورہ تفسیر کا آغاز مدرسہ عبد اللہ ابن مسعود پرانا تبلیغی مرکز کوہاٹ میں کئی سالوں سے سالانہ چھٹیوں میں کامیاب دورہ تفسیر پڑھاتے رہے، جس کا افتتاح مولانا مسعود اظہر صاحب نے کیا آپ کے دورہ میں سینکڑوں علماء اور طلباء شریک ہوتے ہیں

۔مولانا شیر بہادر نے اپنے تدریسی سفر میں تفسیر قرآن کے طلبہ کی تعداد میں اضافہ کیا جو ان کی علمی خدمات کی کامیابی کو ظاہر کرتا ہے۔

### 4۔ مولانا شیر بہادر کی تفسیرِ قرآن میں خدمات

### 4۔ 1 درسِ تفسیر کے حلقات اور ان کا طریقہ

مولانا شیر بہادر نے درسِ تفسیر کے حلقات کو اپنی زندگی کا اہم حصہ بنایا جو علاقے میں قرآنی فہم کی ترویج کا بڑا ذریعہ بنے۔ یہ حلقات مدرسہ عربیہ کوہاٹ، مختلف مساجد اور عوامی مقامات پر منعقد ہوتے تھے جہاں مولانا نے قرآن کی آیات کی تفسیر کو سادہ اور عام فہم انداز میں پیش کیا۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ پہلے آیت کو تجوید کے ساتھ تلاوت کرتے، پھر اس کا لفظ بہ لفظ ترجمہ بیان کرتے اور بعد میں سیاق وسباق، شانِ نزول، مقاصد آیات اور احکام کی تفصیلات بیان کرتے جو سامعین کو قرآن کی گہرائی سمجھنے میں مدد دیتا تھا۔ مولانا محمد حسین آزاد نے "آثارِ عرب" میں کہا ہے کہ درسِ تفسیر کا طریقہ سادہ اور عام فہم ہونا چاہیے جو لوگوں کو قرآن کی طرف راغب کرتا ہے[19]۔

### 4۔ 2 تفسیر میں اختیار کردہ منہج اور مصادر

مولانا شیر بہادر نے تفسیرِ قرآن میں ایک متوازن اور روایتی منہج اختیار کیا جو قرآن کی آیات کو سادہ، واضح اور عام فہم انداز میں بیان کرتا تھا۔ ان کا منہج بنیادی طور پر قرآن سے قرآن کی تفسیر پر مبنی تھا جہاں وہ ایک آیت کی تفسیر کے لیے قرآن کی دیگر آیات کو پیش کرتے جو آیات کے درمیان ربط کو واضح کرتا تھا۔ وہ حدیثِ نبوی کو تفسیر کی دوسری اہم بنیاد قرار دیتے اور صحیح احادیث کو آیات کی تشریح میں استعمال کرتے جو تفسیر کو مستند بناتا تھا۔ انہوں نے تفسیر میں تفاسیر معتبر جیسے تفسیر ابن کثیر[20]، تفسیر جلالین[21] اور تفسیر طبری[22] کو مصادر کے طور پر استعمال کیا جو ان کی تفسیر کو علمی اعتبار دیتا تھا۔

### 4۔ 3 قرآن فہمی کے حوالے سے ان کے علمی نکات

مولانا شیر بہادر نے قرآن فہمی کے حوالے سے کئی اہم علمی نکات پیش کیے جو ان کی تفسیری خدمات کا جوہر تھے۔ انہوں نے قرآن کو روزمرہ زندگی کے مسائل سے جوڑ کر بیان کیا جو لوگوں کو قرآن پر عمل کی ترغیب دیتا تھا۔ ان کا ایک اہم نکتہ یہ تھا کہ قرآن کی آیات کو سیاق وسباق میں سمجھنا ضروری ہے جو آیات کے درست معنی کو واضح کرتا ہے۔ وہ طلبہ اور سامعین کو تدبر اور غور وفکر کی ترغیب دیتے جو قرآن کی گہرائی کو سمجھنے کا ذریعہ بنتا تھا۔ یہ نکات مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات کی بنیاد کو واضح کرتے ہیں جو لوگوں کو قرآن کی طرف راغب کرتے ہیں۔ پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو ایسے انداز سے بیان فرماتے ہیں کہ غبی سے غبی طلباء بھی فورا سمجھ جاتے ہیں ۔مباحث طویلہ کو مختصر کرکے طلباء کو ذہن نشین ہو جاتی ہے۔عبارت لگانے کی ایسی صلاحیت اللہ نے دے رکھی ہے کہ درس قرآن میں مقصود ربانی تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔گھنٹوں درس جاری رہنے کے باوجود طلباء کو اکتاہٹ محسوس نہیں کرنے دیتے ۔تمام مذاہب کے ادلہ کو جوابات کے ساتھ پیش کرتے ہیں [23]۔

### 5۔ شاگردوں اور علمی اثرات کا جائزہ

### 5۔ 1 مولانا شیر بہادر کے نمایاں شاگرد

مولانا شیر بہادر نے اپنی طویل تدریسی زندگی میں سینکڑوں طلبہ کی تربیت کی جن میں سے کئی نمایاں شاگرد بن کر مختلف علاقے میں ہر میدان میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کے سب سے مشہور شاگردوں میں مفتی عبد الشکورؒ جو وزیر مذہبی امور تھے، اسی طرح افغانستان کے محمد نبی محمدی نائب وزیر داخلہ ہیں، مولانا سکندر جو مدینہ العلوم کرک میں شیخ الحدیث ہیں، مولانا محمد اسلام جو ورانہ کرک میں شیخ الحدیث ہیں اور سلطان محمود جو آرمی میں خطیب ہیں۔ ان کے علاوہ ہر شعبے میں بے شمار تلامذہ

خدمات انجام دے رہیں ہیں۔ یہ شاگرد مولانا شیر بہادر کی علمی روایت کے زندہ گواہ ہیں جو ان کی تدریس کی کامیابی کو ظاہر کرتے ہیں اور آخرت کے لئے ذخیرہ اور صدقہ جاریہ ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں تین چیزوں کا ذکر آتا ہے۔
إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ[24] یعنی جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

**5۔ 2 ان کی علمی تربیت کے اثرات**

مولانا شیر بہادر کی علمی تربیت کے اثرات علاقے اور اس کے اطراف میں گہرے اور دیرپا ہیں جو ان کی قرآنی خدمات کا سب سے بڑا نتیجہ ہیں۔ انہوں نے طلبہ کو نہ صرف قرآن کو درس قرآن سکھایا بلکہ ان میں تقویٰ، دیانت اور اخلاقی اقدار کو پروان چڑھایا جو انہیں ایک مکمل دینی شخصیت بناتا تھا۔ ان کی تربیت کے اثرات یہ ہیں کہ ان کے سینکڑوں شاگرد آج مختلف مقامات پر قرآن کی تدریس، حفظ اور درسِ قرآن کے حلقات چلا رہے ہیں جو معاشرتی اصلاح کا سبب بن رہے ہیں۔ ان کے شاگردوں نے علاقے کے مضافاتی علاقوں میں نئے مدارس قائم کیے جو قرآنی تعلیم کو فروغ دے رہے ہیں۔ ان کی تربیت کا یہ خاصہ رہا ہے کہ وعظ میں یہ نصیحت فرماتے دینی خدمات کے لیے دنیاوی مفادات کی قربانی اور پھر مصائب و آلام سہنے کا درس علمائے حق کا احترام وغیرہ اہم امور کے متعلق اولیاء اللہ بالخصوص علمائے دیوبند کے ایمان افروز واقعات بھی جگہ جگہ بیان فرماتے رہتے ہیں اور طلباء کو مستقبل میں پیش آنے والے ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کرتے ہیں [25]۔

**6۔ مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات کا جائزہ**

**6۔ 1 قرآنی علوم میں ان کی خدمات کی اہمیت**

مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات کی اہمیت علاقے اور اس کے اطراف میں انتہائی نمایاں ہے، کیونکہ انہوں نے ایک ایسے دور میں قرآنی علوم کو فروغ دیا جب علاقے میں دینی تعلیم کے مواقع محدود تھے اور لوگ قرآن سے دوری اختیار کر رہے تھے۔ ان کی خدمات میں قرآن کی تدریس، حفظ، تجوید، تفسیر اور عوامی سطح پر قرآن کی ترویج شامل ہے جو نہ صرف طلبہ کی تعداد میں اضافہ کا باعث بنی بلکہ معاشرے میں قرآن سے تعلق کو مضبوط کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ان کی زیادہ خدمات کلام اللہ کے حوالے سے ہے جو کہ سب سے اعلیٰ علم ہے جیسا کہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ علم التفسير أشرف العلوم، لأن موضوعه كلام الله تعالى[26] علمِ تفسیر تمام علوم میں سب سے زیادہ شرف والا علم ہے کیونکہ اس کا موضوع اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

**6۔ 2 علمی و دعوتی اسلوب کا تجزیہ**

مولانا شیر بہادر کا علمی و دعوتی اسلوب انتہائی سادہ، مؤثر اور عوام دوست تھا جو ان کی قرآنی خدمات کو منفرد بناتا تھا۔ ان کا علمی اسلوب یہ تھا کہ وہ قرآن کی آیات کو سیاق و سباق میں بیان کرتے اور انہیں روزمرہ زندگی کے مسائل سے جوڑتے جو سامعین کے لیے قابلِ عمل بناتا تھا۔

خداوند عالم نے آپ کو ایسا طریقہ تفہیم ودیعت کیا ہے کہ مشکل سے مشکل مباحث بھی طلباء کو بڑے آسان اور احسن انداز سے سمجھا لیتے ہیں[27]۔ مولانا شیر بہادر نے دعوتی کام میں عوامی اجتماعات، مساجد اور گھروں میں قرآن کی آیات کی تلاوت اور تفسیر کی جو لوگوں کو ایمان کی طرف لے جاتا تھا۔ یہ اسلوب ان کی تدریس اور تبلیغ دونوں میں نظر آتا تھا جو علاقے کے مذہبی ماحول کو تقویت دیتا تھا۔ ان کا علمی اسلوب مستند مصادر (قرآن، صحیح احادیث اور تفاسیر معتبر) پر مبنی تھا جس کا اندازہ ابن تیمیہ کے اس

قول سے لگا سکتے ہیں۔ أفضل ما يُفسَّر به القرآن القرآن، فإن لم تجد فبالسنة، فإنها شارحة للقرآن [28] یعنی قرآن کی بہترین تفسیر قرآن ہی کے ذریعے ہے، اگر اس سے نہ ملے تو سنت کے ذریعے، کیونکہ سنت قرآن کی وضاحت کرنے والی ہے۔

### 6۔ 3 معاصر علماء کے مقابلے میں ان کا مقام

مولانا شیر بہادر کا معاصر علماء کے مقابلے میں مقام انتہائی بلند ہے، کیونکہ انہوں نے محدود وسائل اور سادہ انداز میں قرآنی خدمات انجام دیں جو انہیں ایک منفرد مقام دیتی ہیں۔ معاصر علماء میں مولانا طاہر القادری، مولانا طارق جمیل اور دیگر نے میڈیا اور بڑے پلیٹ فارمز کے ذریعے قرآنی دعوت دی، مگر مولانا شیر بہادر نے مقامی سطح پر، مساجد اور مدارس میں براہ راست تدریس اور دعوت کا کام کیا جو ان کی خدمات کو زمینی اور دیرپا بناتا ہے۔ ان کا مقام اس لیے بلند ہے کہ انہوں نے پسماندہ علاقے میں قرآنی تعلیم کو فروغ دیا اور سینکڑوں مفسر قرآن تیار کیے جو آج بھی ان کی روایت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ معاصر علماء کے مقابلے میں ان کی سادگی، اخلاص، سچائی اور عوام سے براہ راست رابطہ انہیں ممتاز کرتا ہے۔ یہ مقام ان کی قرآنی خدمات کی بنیاد کو واضح کرتا ہے جو معاشرتی اصلاح کا سبب بنتا ہے۔ اور امام ملک کے اس قول کا مصداق بنتا ہے۔ لا يُؤْخَذُ العلمُ إلاَّ عمَّن كان لهُ دِينٌ وصِدْقٌ وأمانةٌ [29] علم اسی شخص سے لیا جائے جس میں دین داری، سچائی اور امانت ہو۔

## 7۔ نتائج تحقیق اور سفارشات

### 7۔ 1 تحقیق کے اہم نتائج

یہ تحقیق مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کرتی ہے اور اس سے کئی اہم نتائج سامنے آتے ہیں۔ مولانا نے محدود وسائل کے باوجود قرآنی تعلیم اور تفسیر کو فروغ دیا اور سینکڑوں طلبہ کو قرآن کے علم سے منور کیا جو آج بھی ان کی علمی میراث کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا تدریسی اور دعوتی اسلوب سادہ، عام فہم اور عوام دوست تھا جو پیچیدہ قرآنی موضوعات کو روزمرہ زندگی سے جوڑ کر پیش کرتا تھا، جس کی وجہ سے ان کی خدمات کا دائرہ صرف مدارس تک محدود نہ رہا بلکہ مساجد، دینی اجتماعات اور گھروں تک پھیلا۔ انہوں نے نوجوان نسل میں قرآن سے گہرا تعلق پیدا کرنے پر خصوصی توجہ دی جو معاشرتی اصلاح اور اخلاقی اقدار کی بحالی کا سبب بنی۔ تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات نے علاقے کے مذہبی ماحول کو تقویت دی اور ان کی علمی روایت آج بھی ان کے شاگردوں اور پیروکاروں کے ذریعے تسلسل میں ہے۔ یہ نتائج علاقے کے دینی ورثے کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ ایک عالم دین کی اخلاص اور محنت سے محدود وسائل میں بھی بڑے پیمانے پر قرآنی تعلیم کو فروغ دیا جا سکتا ہے جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں۔مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ بِالإِخلَاصِ وَإِنْ كَانَ قَلِيلَ الزَّادِ بَارَكَ اللَّهُ لَهُ فِيهِ [30] یعنی جو شخص اخلاص کے ساتھ علم حاصل کرتا ہے اگرچہ اس کے وسائل کم ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے علم میں برکت عطا فرماتا ہے۔ یہ تحقیق مولانا کی خدمات کو فراموش ہونے سے بچاتی ہے اور نئی نسل کو ان سے استفادہ کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

### 7۔ 2 قرآنی خدمات کے فروغ کے لیے تجاویز

مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات کے تسلسل اور فروغ کے لیے کئی عملی تجاویز پیش کی جا سکتی ہیں۔ سب سے پہلے، ان کی علمی میراث کو محفوظ کرنے کے لیے ان کی تحریریں، دروس اور خطبات کو جمع کر کے ایک جامع مجموعہ شائع کیا جائے جو طلبہ اور محققین کے لیے مستند حوالہ بن سکے۔ دوسرا، علاقے میں ان کے نام سے ایک خصوصی قرآنی اکیڈمی یا لائبریری قائم کی جائے جہاں ان کی تدریسی روایت کو زندہ رکھا جائے اور نئی نسل کو ان کے اسلوب سے استفادہ کرنے کا موقع ملے۔ تیسرا، ان کے

شاگردوں اور پیروکاروں کو منظم کر کے ایک ایسوسی ایشن بنائی جائے جو ان کی روایت کو مختلف علاقوں میں پھیلائے اور نئے طلبہ کی تربیت جاری رکھے۔ چوتھا، مقامی مدارس میں ان کی تدریسی خدمات کو نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ طلبہ ان کے سادہ اور مؤثر اسلوب سے واقف ہو سکیں۔ پانچواں، ان کی قرآنی خدمات کو سوشل میڈیا اور آن لائن پلیٹ فارمز پر پیش کیا جائے تاکہ نوجوان نسل تک ان کی تعلیمات پہنچ سکیں۔ یہ تجاویز مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات کو نہ صرف محفوظ رکھیں گی بلکہ انہیں معاصر دور میں بھی زندہ اور فعال بنائیں گی۔ یہ اقدامات علاقے کے مذہبی ماحول کو مزید تقویت دیں گے اور قرآنی تعلیم کے فروغ میں اہم کردار ادا کریں گے۔

**7۔ 3 آئندہ تحقیق کے امکانات**

مولانا شیر بہادر کی قرآنی خدمات پر یہ تحقیق ایک ابتدائی قدم ہے اور اس کے بعد کئی آئندہ تحقیق کے امکانات موجود ہیں جو اس موضوع کو مزید گہرائی دے سکتے ہیں۔ پہلا امکان یہ ہے کہ مولانا کے شاگردوں اور ان کے شاگردوں کے شاگردوں سے تفصیلی انٹرویوز لے کر ان کی علمی روایت کے تسلسل کا مطالعہ کیا جائے تاکہ ان کی خدمات کا دائرہ اور اثرات مزید واضح ہو سکیں۔ دوسرا، ان کی تحریریں اور دروس کو جمع کر کے ایک جامع مجموعہ تیار کیا جائے اور اس کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تاکہ ان کے علمی اسلوب اور قرآنی فہم کی خصوصیات کو مزید تفصیل سے سمجھا جا سکے۔ تیسرا، علاقے کے دیگر علماء اور ان کی قرآنی خدمات کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ مولانا شیر بہادر کا مقام اور ان کی خدمات کی انفرادیت کو مزید نمایاں کیا جا سکے۔ چوتھا، ان کی خدمات کے معاشرتی اثرات کا سروے کیا جائے تاکہ یہ واضح ہو کہ ان کی قرآنی تعلیم نے علاقے میں اخلاقی اقدار اور معاشرتی اصلاح میں کس حد تک کردار ادا کیا۔ پانچواں، مولانا کی تدریسی خدمات کو معاصر دور کے چیلنجز (جیسے ڈیجیٹل تعلیم اور نوجوانوں میں قرآن سے دوری) کے تناظر میں دیکھا جائے اور ان کے اسلوب کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی تجاویز پیش کی جائیں۔ یہ امکانات اس تحقیق کو مزید وسعت دیں گے اور قرآنی خدمات کی تاریخ کو محفوظ کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔ یہ تجاویز نئی نسل کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنیں گی اور علاقے کے دینی ورثے کو زندہ رکھنے میں معاون ہوں گی.

**حوالاجات**

[1] البخاری، محمد بن اِسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب فضائل القرآن، حدیث نمبر:5027
[2] القرآن الکریم، سورۃ الحجر، آیت:9
[3] سنن أبي داود، سلمان ابن الاشعث بن اسحاق، کتاب العلم، حدیث نمبر 3641
[4] فقیر، ضیاء الدین، داستان ہمسفر شرکاء دورہ حدیث پراچہ جامعہ اسلامیہ انجراء، تحصیل جنڈ ضلع اٹک، نقش فرید، ص:32
[5] فقیر، ضیاء الدین، داستان ہمسفر شرکاء دورہ حدیث پراچہ جامعہ اسلامیہ انجراء، تحصیل جنڈ ضلع اٹک، نقش فرید، ص:32
[6] ندوی، مولانا سید سلیمان ندوی، تاریخ ہند کے چند اوراق، مکتبہ دار العلوم، دیوبند، 1965، ص 89
[7] حسین احمد مدنی (1879ء–1957ء) برصغیر کے جلیل القدر عالمِ دین اور محدث تھے۔ آپ دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور شیخ الاسلام کے لقب سے معروف تھے۔ آپ نے تحریکِ آزادی میں بھی اہم کردار ادا کیا اور علمِ حدیث و تفسیر کی خدمت میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ شمس الحق افغانی پاکستان کے معروف عالمِ دین، محقق اور خطیب تھے۔ آپ نے دینی علوم کی تدریس اور تصنیف کے ذریعے اسلام کی خدمت کی اور مختلف دینی مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔
[8] دار العلوم حقانیہ پاکستان کے مشہور دینی مدارس میں سے ایک ہے۔ یہ مدرسہ 1947ء میں مولانا عبد الحق نے قائم کیا۔ یہ مدرسہ اکوڑہ خٹک (صوبہ خیبر پختونخوا، پاکستان) میں واقع ہے۔ یہاں درسِ نظامی کے مطابق قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر اسلامی علوم پڑھائے جاتے ہیں، اور اس ے برصغیر کے بڑے دینی تعلیمی اداروں میں شمار کیا جاتا ہے۔
[9] بہشتی زیور ایک مشہور اسلامی کتاب ہے جسے اشرف علی تھانوی نے لکھا۔ اس میں مسلمانوں خصوصاً عورتوں کے دینی مسائل، عبادات اور اسلامی آداب آسان انداز میں بیان کیے گئے ہیں
[10] تھانوی، مولانا اشرف علی تھانوی، بہشتی زیور، مکتبہ دار العلوم، دیوبند، 1930، ص 234
[11] فقیر، ضیاء الدین، داستان ہمسفر شرکاء دورہ حدیث پراچہ جامعہ اسلامیہ انجراء، تحصیل جنڈ ضلع اٹک، نقش فرید، ص:32
[12] البخاری، محمد بن اِسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، حدیث نمبر 3461
[13] یہ یونیورسٹی طالبان دور حکومت سے قبل عصری علوم کی عظیم یونیورسٹی تھی طالبان دور حکومت میں اس میں عصری اور دینی علوم دونوں کے تشنگان کی سیرابی ہوتے رہی اس میں ایم۔بی۔اے اور ڈائریکٹریٹ کی ڈگری بھی حاصل کی جاسکتی تھی ان سب کا خرچہ طالبان حکومت برداشت کرتی تھی۔
[14] فقیر، ضیاء الدین، داستان ہمسفر شرکاء دورہ حدیث پراچہ جامعہ اسلامیہ انجراء، تحصیل جنڈ ضلع اٹک، نقش فرید، ص:34
[15] ابن ماجہ، محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب: فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث نمبر 229
[16] مودودی، مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1949، جلد 1، ص 457
[17] القرآن الکریم، سورۃ طٰہٰ، آیت 132
[18] القرآن، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 104
[19] آزاد، مولانا محمد حسین آزاد، آثارِ عرب، مکتبہ جامعہ، لاہور، 1960، ص 168
تفسیر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم مشہور مفسر امام اسماعیل بن عمر ابن کثیر (متوفی 774ھ) کی لکھی ہوئی تفسیر ہے۔ اس میں قرآن کی تفسیر قرآن،
[20] حدیث اور اقوالِ صحابہ و تابعین سے کی گئی ہے۔
تفسیر الجلالین دو جلیل القدر علماء یعنی جلال الدین محلی اور جلال الدین سیوطی کی تصنیف ہے۔ یہ تفسیر انتہائی مختصر ہے مدارس میں قرآن کے ابتدائی
[21] فہم کے لیے بہت زیادہ پڑھائی جاتی ہے۔
[22] جامع البیان عن تأویل آي القرآن کے مصنف امام محمد بن جریر طبری (متوفی 310ھ) ہیں۔ اس میں آیات کی تفسیر صحابہ و تابعین کے اقوال اور مختلف روایات کے ساتھ تفصیل سے بیان کی گئی ہے
[23] فقیر، ضیاء الدین، داستان ہمسفر شرکاء دورہ حدیث پراچہ جامعہ اسلامیہ انجراء، تحصیل جنڈ ضلع اٹک، نقش فرید، ص:34
[24] مسلم بن الحجاج النیسابوری، الصحیح، کتاب الوصایہ، حدیث نمبر 1631
[25] فقیر، ضیاء الدین، داستان ہمسفر شرکاء دورہ حدیث پراچہ جامعہ اسلامیہ انجراء، تحصیل جنڈ ضلع اٹک، نقش فرید، ص:36
[26] جلال الدین سیوطی، الاتقان في علوم القرآن، ج2، ص 174

[27] فقیر، ضیاء الدین، داستان ہمسفر شرکاء دورہ حدیث پراچہ جامعہ اسلامیہ انجراء، تحصیل جنڈ ضلع اٹک، نقش فرید، ص:34

[28] ابن تیمیہ، مقدمة في أصول التفسير، ص93

[29] امام مالک، الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع، ج1، ص154

[30] امام شافعی، حلیة الأولیاء، ج9، ص123